(۱) رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا	اتلعن من ھو مثل بدر منور
وانکنت قد ساءتک امر خلافۃ	نحارب ملیکا اجتباہم کمشتری
فیاذنہ قد وقع ماکان واقعا	فلا تبک بعد ظہور قدر مقدر
وما استخلف اللہ العلیم کذاہل	وما کان رب الکائنات کمہتر
وقضیتا مولی خلافۃ مرء وۃ	وفی ذالک آیات لقلب مفکر

الفضل

خریداران کی فی چندہ ...

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت منیجر

الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے

(عہ روپے)

جلد ۲ — ۱۷ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۱

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفہ دوم ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں۔ اور اہل بیت مسیح موعود و خلیفہ اول بھی بخیریت ہیں جو لوگ حضور کی صحبت میں بیٹھتے ہیں وہ حضور کے رؤیا مثل فلق الصبح پورے ہوتے دیکھ کر اپنے ایمانوں میں حلاوت و زیادہ پاتے ہیں۔ ۱۸-۹ مئی کو آپنے ایک شخص کی ناکامی اور نامرادی کے ایام کی خبر سنائی۔ اور پھر چند روز بعد اسکے آثار شروع ہو گئے اسی طرح مرغابیوں کے شکار کے خواب ہیں جو اپنے ایک محب کی فتحمندی کی خبر تھی۔ اسکی ابتداء بھی ہو چکی۔ حضور کو ایک خواب میں ایک رئیس عالم کو تبلیغ کا طریق سکھایا گیا اسکے مطابق مضمون لکھ رہے ہیں جو انشاء اللہ مثمر ثمرات کثیرہ ہوگا +

۲۔ واعظین اور مبلغین خوب کام کر رہے ہیں۔ راجپوت بدر بخش مفتی محمد صادق صاحب امید افزاء خبریں بھیجتے ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب و منشی فخر الدین صاحب ہر شہر میں کامیاب و کامران دورہ کر رہے ہیں۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب کاٹھ گڑھ سے ہو آئے ہیں تفصیلی حالات انکے سینے میں محفوظ ہیں +

۳۔ قدموں کے میلے میں تبلیغ کا اچھا موقعہ ہوتا ہے جسکی طرف ہمارے واعظ دوستوں نے توجہ نہیں فرمائی یا کم از کم ہمیں اطلاع نہیں۔ اس قسم کی بدعات و رسوم جاہلیت سے ہم موسوم مقامات پر ہماری جماعت کے کسی ادنیٰ فرد کا بھی رونق بڑھانا قابل شرم حرکت سمجھا جاتا ہے پس کوشش ہونی چاہیئے کہ کم از کم تمام کے مسلمانوں ہی کو سمجھایا جائے کہ یہ کیا لغویت ہے جس میں تم آئے سال بہک رہتے ہو +

۴۔ یہ معلوم کرنا مسرت خیز ہے کہ قادیان کے ہر دلعزیز سب پوسٹ ماسٹر سید عبد الغنی صاحب کی عنہ ترقی ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ اسی ترقی کے ساتھ انکی تبدیلی بھی لازمی ہے +

جنازہ غائب

تمام جماعتوں کے احباب کرام حسین بی بی زوجہ عمر بخش (۲) کرم بی بی زوجہ امیر بخش باغبان (۳) ابراہیم تیلی ساکنان شادیوال ضلع گجرات کا جنازہ غائب پڑھ دیں تاکید ہے (مرسلہ محمد الدین مسجد جامع شادیوال) +

حضرت خلیفۃ المسیح ظہر کے وقت عبد الرحمن بن مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کو درس قرآن مجید دیتے ہیں جس میں بعض طلباء مدرسہ احمدیہ اور دیگر اخوان شامل ہوتے ہیں۔ اس درس میں سلسلہ احمدیہ ...

(مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر باہتمام منشی غلام رسول منیجر۔ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے شائع ہوا)

قادیان میں کوئی مباہلہ نہیں ہوا

پیغام نے کسی پشاوری نامہ نگار کی اطلاع شائع کی ہے کہ عبدالاحد پٹھان نے محمد عمر افغانستانی کے ساتھ مباہلہ کیا اور پھر اسی رات عبدالاحد پر کھلا کھلا اثر ذلت کا ہوا۔ یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے ولعنت اللہ علی الکاذبین افسوس ہے کہ پیغام نے ایک ایسی روایت شائع کی جسکی صداقت کا اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں (اگر ہے تو گواہ پیش کرے) کیا اسے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع یاد نہیں۔ ہاں اگر مباہلہ کا ذکر کرنا تھا تو مولوی محمد علی صاحب کا وہ واقعہ بیان کرتا جب ۱۴ مارچ کو انھوں نے کئی سو آدمیوں کے مجمع میں باواز بلند کہا کہ اگر میری یہ کارروائی بدنیتی سے تفرقہ اندازی کے لئے ہے تو خدا مجھے ذلیل کرے۔ اور پھر اسی روز حسب اقرار پیغام یہ دعا قبول ہوگئی کیونکہ مولوی محمد علی صاحب (جنکی تقریر ہمہ تن گوش ہو کر سنی جاتی تھی۔ اور جو سختی بھی کرتے تو خوشی سے برداشت کر لیجاتی) نے عصر کے وقت جب تقریر کرنی چاہی تو چاروں طرف سے یہ آوازیں اٹھیں کہ ہم نہیں سنتے اور بقول ڈاکٹر بشارت احمد اگرچہ کثیر حصہ جماعت امر خلافت کے خلاف تھا مگر کسی نے یہ آواز نہ نکالی کہ ہم سنینگے۔ یہ ایک الہی تصرف تھا۔ اور خدا نے دکھانا تھا کہ خدا کے قائم کئے ہوئے سلسلہ میں تفرقہ ڈالنے والا ذلیل ہوتا ہے بس یہ ابتدا ذلت ہے جنکا رونا ابتک حامیان پیغام رو رہے ہیں۔ اور جس کا ذکر متعدد مرتبہ اخبار میں کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کی ذلت ہوئی۔ اگر پچھلا تجربہ کافی نہ ہو تو اب پھر انہی افغانوں سے مباہلہ کر کے نتیجہ دیکھ لو۔ اور اگر عبدالاحد سے مباہلہ کا واقعہ صحیح سمجھتے ہو۔ تو پشاوری نامہ نگار یا محمد عمر خود یا منتظمین پیغام سے کوئی اٹھے اور اسی پر اپنا حلف حسب آیات القلب مؤکد بہ عذاب ولعنت اللہ علی الکاذبین شائع کرے اور پھر دیکھے کہ خدا کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ شہادت ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم اللہ تعالی کو حاضر ناظر مان کر حلفیہ شہادت دیتے ہیں کہ عبدالاحد افغان نے محمد عمر افغانستان کے رہنے والے کے ساتھ کوئی مباہلہ نہیں کیا۔ نہ ان الفاظ میں کہ اللہ تعالی باطل پرست کو ذلیل کرے اور ایسی ذلت ہو کہ جس کا نشان اس پر نمایاں ہو نہ دوسرے الفاظ میں۔ اور نہ ہم افغانوں نے کوئی تجویز کی۔ نہ محمد عمر کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی بلکہ ہم میں سے بعض نے حتی الامکان مہمان نوازی میں کوشش کی۔

(محمد عمر کے ساتھ میرا کوئی مباہلہ نہیں ہوا اور میری خدا کے فضل سے کوئی ذلت نہیں ہوئی۔ عبدالاحد کابلی) غلام رسول افغان۔ عبدالستار خوست۔ عبدالغفار خوست۔ بازید کابلی۔ احمد نور کابلی۔ ارجمند۔ حبیب الرحمن خوست۔ نیک محمد غزنوی۔ حمید اللہ افغانستانی۔ فقیر محمد قلم خود۔ محمد شاہزادہ۔ امیر محمد خوست۔ محمد الیاس خوست۔ عبداللہ پٹھان۔ عظیم شاہ علاقہ تزا۔

کھلی چٹھی

بنام

جناب مولوی محمد علی صاحب و جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری و حکیم شاہنواز صاحب ملتانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ خاکسار آپ صاحبان کی خدمت میں فردا فردا بغرض تبادلہ خیالات حاضر ہو چکا ہے مگر آپ میں سے بعض نے میرے سوالات کا جواب دینے سے قطعا انکار کیا ہے اور بعض نے کچھ قیل وقال کے بعد بصورت لاجوابی اظہار ناراضگی کے ذریعہ جوابات سے اعراض کیا ہے اس لئے عریضہ ہذا کے ذریعہ ملتمس ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل سوالات کا مفصل جواب شائع فرما کر خاکسار کو اپنی آراء سے مطلع فرماویں۔ تا کہ خاکسار مابین مختلف فیہا مسائل کے تعیین کرسکے اور آپ صاحبان پر اتمام حجت کے لئے استدلال من علی بصیرۃ ہو جائے مطلوبہ جوابات شائع ہونے پر خاکسار آپ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ عریضہ ہذا چیلنج پیش کرتا ہے۔ کہ اگر آپ صاحبان کو واقعی احقاق حق وابطال باطل منظور ہے۔ اور مخلوق الہی خصوصا احمدی جماعت سے سچی ہمدردی ہے۔ تو آپ صاحبان جس میدان میں اور جس طور پر بحث کرنے کی شرائط کے منظور فرماویں خاکسار حاضر ہونے کے لئے طیار ہے۔ مگر براہ مہربانی میرے معروضات کو الفضل۔ الحکم۔ الحق میں سے شائع کردہ سوالات کی طرح نہ ٹال دیا جاوے۔ ورنہ بصورت عدم جوابی سمجھا جاویگا۔ کہ آپ صاحبان کو احقاق حق اور پبلک کو دھوکے سے نکالنا منظور نہیں۔

ساتھ ہی یہ بھی التماس ہے کہ اگر ان سوالات کے جوابات میں آپ صاحبان ایک رائے رکھتے ہیں۔ تو وہ جوابات ہر سہ صاحبان کے دستخطوں سے شائع ہوں ورنہ ہر صاحب کو اپنے اپنے جوابات اپنے دستخط کے ساتھ علیحدہ علیحدہ شائع کرنا ضروری ہوگا۔

سوالات حسب ذیل ہیں :-

(۱) لفظ نبی و رسول و محکم و متشابہ کی جامع و مانع مجمیع قیودات معتبرہ تعریف کریں۔

(۲) قرآن کریم اور کتب مسیح موعود کے علاوہ کس کس کتاب کو شرعی کتب میں سے آپ تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) کیا حضرت مسیح موعود کی وہ ڈائریاں جو مندرجہ الحکم و البدر وغیرہما شائع شدہ ہیں۔ انکو آپ تسلیم کرتے ہیں۔

(۴) الہام مسیح موعود مثل کلام مجید آپ پر حجت ہے یا نہ اور کیا آپ الہامات مسیح موعود کو قرآن کریم کی طرح سچا یقین کرتے ہیں؟

(۵) حضرت مسیح موعود کے وہ اجتہادات اور وہ اقوال جن سے حضور نے صریح رجوع نہیں فرمایا۔ انکو آپ اپنے اقوال اور اجتہادات پر فضیلت دیتے ہیں؟

(۶) مسیح موعود نے کسی الہام کا مصداق اگر اپنی زندگی میں کسی کو قرار دیا ہے۔ پھر کھلے الفاظ میں اسکو رد نہیں کیا۔ کیا آپکے نزدیک بھی وہی مصداق ہے۔

(۷) کیا آپ لوگ مسیح موعود کے الآخر فالآخر قول کو لیتے ہیں یا جمیع اقوال کو قطع نظر اول و آخر کے یکساں مانتے ہیں۔

(۸) مسیح موعود کا کیا منصب ہے اور ان پر ایمان لانا ضروریات میں سے ہے یا نہیں؟

(۹) کیا اجماع آپ کے نزدیک حجت شرعی ہے یا نہیں؟

(۱۰) کیا حضرت مسیح موعود کے وہ اقوال جنکی بنا انھوں نے وحی پر فرمائی ہے اور وہ اقوال جنکی بنا انھوں نے وحی پر نہیں فرمائی۔ آپ پر یکساں حجت ہیں یا نہیں؟

(۱۱) حضرت مولوی نورالدین صاحب کو آپ نے خلیفۃ المسیح تسلیم کیا تھا یا نہیں؟ اور آپنے انکی بیعت خود کس بنا پر کی تھی اور موجودہ اور آیندہ ممبران سلسلہ کو کس بنا پر دعوۃ الی البیعت کی تھی۔

(۱۲) حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کے وہ فیصلے اور اجتہادات اور اقوال جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہیں۔ وہ آپ پر حجت ہیں یا نہیں۔

(۱۳) صدر انجمن کی کثرت رائے اور اتفاق رائے کے فیصلے کو قطعی اور مسیح موعود کے منشاء کے مطابق آپ مانتے ہیں یا نہیں؟

جواب کا منتظر۔ والسلام خاکسار حافظ روشن علی ۱۲ ۶/۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
(۹)
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۷ - جون ۱۹۱۴ء

احمدیّت کا شاندار مستقبل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُسنے ہمیں جامہ وجود پہنایا اور ہمیں اس عالم موجودات میں لا کھڑا کیا - پھر اس کا بے حد اور بے پایاں شکر ہے کہ اس نے ہمیں اُمّت مرحومہ میں پیدا کیا اور یہ محض اس کا فضل تھا کہ ہم خاتم النبیین رسول رب العالمین کی خیر امت میں داخل کئے گئے - اور پھر ہم اس کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے کیونکہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ پاک میں پیدا کیا اور اس زمانہ کے پاک رسول کی شناخت عطاء فرمائی اور اس کے ماننے کی توفیق عنایت کی جس کے متعلق تمام انبیاء کرام خبر دیتے رہے تھے - اور جس کا وعدہ قرآن شریف میں بالتصریح موجود ہے - اور جس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بکثرت نشان بتا دیئے تھے اور تمام اولیاء امت اس کی زیارت کے اشتیاق میں بے تاب تھے وہ رسول ہم میں آیا اور ہم احمدیوں نے اس کو مانا اور ہم نے اس کے الہام کی سچائی اور صداقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی - کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی - یہ حضور کو الہام ہوا تھا کہ اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے سو وہ اللہ کا رسول ہر موطن اور ہر میدان میں غالب رہا - اور آیندہ بھی غالب ہی رہے گا ٭

وہ رسُول اپنے ہاتھ سے اپنی رسالت کا بیج بو گیا اور اپنے بعد ایک وفادار اس کے دعاوی پر سچے دل سے ایمان رکھنے والی جماعت چھوڑ گیا - جو کہ اس کے نام پر اپنی جان و مال قربان کرنے کو تیار ہے - منھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر - بہت اپنی جانیں اسی راہ میں دے چکے ہیں اور بہت سے اس کے لئے منتظر ہیں - اب وہ زمانہ قریب آتا ہے کہ احمدیّت کا درخت بڑا شاندار درخت بن جائیگا اور وہ خوب پھولیگا اور پھلیگا - مگر مبارک وہ ہونگے - جو درمیانی ابتلاؤں سے ہراسان نہ ہوں اور رنج و راحت میں احمدیّت کو ہاتھ سے نہ دیں اور مخالفین سلسلہ سے کسی طرح بھی مداہنہ نہ کریں اور سلسلہ کے اغراض کے مطابق دنیا میں بڑھتے چلے جائیں ٭

وہ مذہب دنیا میں پھیل نہیں سکتا جس کے عقائد اور اصول خلوص اور حنفیت پر مبنی نہ ہوں - منافقت اور مداہنہ کب تک ہم دیگر اہل مذاہب سے کر سکتے ہیں کبھی نہ کبھی وہ ہمارے حالات سے واقف ہو سکتے ہیں پھر ہمیں انکے سامنے مُنہ دکھانے مشکل ہو جائیں گے - کیوں نہ ہم شروع میں ہی اپنے اُصول اور عقائد صفائی سے بتا دیں کونسی بات ہے جو ہم کو ان سے روک سکتی ہے - بزدلی مومن کا شیوہ نہیں ہو سکتا جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پناہ مانگتے رہے ہیں اسی بزدلی کیوجہ سے یہ تمام مفاسد دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ٭

اس دنیا میں کشمکش اور جد و جہد بڑے زور سے جاری ہے مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ قانون بقاء انسب (لا اوف دی سروائیول اوف دی فٹسٹ) کی رو سے وہی مذہب بالآخر کامیاب ہوگا اور اسی کے سر پر کامیابی اور فلاح کا شاندار سہرا باندھا جاویگا جو کہ اپنی روش میں صفائی مدنظر رکھیگا - اعلاء کلمۃ الحق اس کی غرض مقصودی ہوگی اور ہر قسم کی نفسانی آلائشوں سے وہ پاک ہوگا اور لوگوں کے سامنے اپنے اصول اور عقائد پیش کرنے میں پوری صفائی سے کام لیگا یہ نہیں کہ لوگوں کے سامنے ملمع اور زخرف القول کہہ کر ان کو اصلی حقیقت سے آگاہ نہ کرے اور پیچھے خواہ مخواہ کے ہدف ملامت ہونا پڑے یہ ٹیڑھی پالیسیاں کبھی پھولتی پھلتی نہیں - ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا - ہم خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اس نے جماعت احمدیہ کی تمحیص کر دی ہے اور اب اس جماعت میں یکجہتی اور مودت اور وحدت کے آثار بفضلہ تعالے نمودار ہو رہے ہیں کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بالکل ہمارے سلسلہ سے منقطع کر دیا ہے - زمانہ بتا دیگا کہ خدا تعالیٰ کس کے ساتھ تھا - آیا ان کے ساتھ جنہوں نے اس زمانہ کے نذیر اور نبی کو مان لیا یا ان کے جو اس کی نبوت اور رسالت سے منکر ہو گئے اب ہماری جماعت کا فرض ہے کہ دنیا میں ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیں کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا ٭

سچ ہی ہمیشہ غالب رہتا ہے - باطل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - احمدیّت کے سوا چونکہ تمام مذاہب میں باطل مل گیا ہے اور احمدیّت محض سچ ہے - اسلئے احمدیت کا مقابلہ کوئی مذہب نہیں کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء (اللہ کا رسول نبیوں کے لباسوں میں) کو الہام سے اطلاع دیگئی کہ تیرے متبعین قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے - اب ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو نہیں مانتے ان میں ہم کس طرح مل جاویں - آخر تو ہم نے غالب رہنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب احمدیّت عالمگیر مذہب ہو جائیگا اور آفاق دنیا کی اقوام اس کے شیریں منہل پر آبحیات پینے کے لئے آئیں گی - حضرت فضل عمرؓ نے عزم بالجزم فرما لیا ہے (اور خدا پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرما چکا ہوا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا) کہ تمام اہل دنیا کو خدا کا پیغام جو حضرت احمد نبی کے ذریعہ دنیا میں آیا پہنچایا جاوے - اور ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاویں تاکہ قیامت کو یہ نہ کہدیں کہ ہمیں کسی نے کہا نہیں ٭

اب یہ زمانہ خدا کے بیشمار فضلوں کا زمانہ ہے خوش قسمتی سے فضل عمرؓ کے ہاتھ میں سلسلہ احمدیہ کی باگ ہے - اس کے ساتھ فضل آنے کا وعدہ حضرت مسیح موعود کو خدا نے دیا تھا وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا - تمام ملکوں میں اور تمام براعظموں میں احمدیّت کا ڈنکا بجایا جاویگا اور سعید روحیں اس سلسلہ میں داخل ہوں گی اور دوسروں پر حجت ملزمہ قائم ہو جائیگی سو احمدیّت کا مستقبل بڑا شاندار معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ

ربنا و اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ - انک لا تخلف المیعاد

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳)

اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں انکا وارث ٹھہرتا ہے دیکھو براہین صفحہ ۵۰۳ اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کو برا کہنے والے خود نجس اور بے علم ہیں - اللّٰھم احفظنا منھم - اور اپنے اہل بیت کے لئے حضور کو یہ ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قریۂ - قادیان - مدینۃ المسیح ہے

پیغام ۱۳۹ء میں داتہ کے مولوی محمد یٰسین صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان کو الہامات میں خدا نے اور عربی عبارت میں حضرت رسول کریمؐ و حضرت مسیح موعودؑ نے قریہ فرمایا ہے۔ اسلئے قادیان مدینہ نہیں کہلا سکتا۔ اس کا جواب سید محمد اسمٰعیل صاحب نے نہایت لطیف دیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

(اوّل) آپ کہتے ہیں۔ قادیان قریہ ہے کیونکہ چھوٹا سا شہر یا قصبہ ہے اور قرآن شریف میں ہر بڑے شہر کو مصر یا مدینہ ہی کہا گیا ہے۔ سو اس کے جواب میں یہ آیات ملاحظہ فرماویں (ا) فانطلقا حتی اذا اتیا اھل قریۃ ن استطعما اھلہا۔ اور پھر آگے چلکر اسی قریہ کو مدینہ کہا گیا ہے۔ واما الجدار فکان لغلٰمین یتیمین فی المدینۃ

(ب) لوط کی بستیاں شہر نہیں تھے یہ آپ کو معلوم ہے ان کی بابت فرمایا جاء اھل المدینۃ یستبشرون اور انہی بستیوں کو پھر قریہ بھی کہا گیا۔ سُنو۔ و نجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث اور انا مھلکوا اھل ھذہ القریۃ۔

(ج) مکہ عرب کا دارالخلافہ یا کم از کم سب سے بڑا شہر تھا اس کے لئے من القریتین عظیم اور ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا۔ وارد ہوا ہے مدینہ کیوں نہیں بولا گیا۔

(د) مدینہ منورہ اس وقت اور بعد میں بلکہ آج تک مکہ معظمہ سے آبادی اور وسعت میں چھوٹا ہی ہے مگر جہاں مکہ معظمہ کو قریۃ کہا گیا وہاں یثرب کا نام باوجود بہت چھوٹا ہونے کے مدینہ رکھا گیا۔

(ھ) او کالذی مرّ علٰی قریۃ کا مفسرین کیا مطلب لکھتے ہیں وہ تو یہاں قریہ کے معنے بیت المقدس کا عظیم الشان شہر لیتے ہیں۔

(و) وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلہا بالباساء والضراء۔ تو کیا آپ کے نزدیک تمام انبیاء آج تک چھوٹے قصبوں میں ہی آتے رہے ہیں۔

کیا یوسف اور موسیٰ کا مصر۔ عیسیٰ کا شہر اور وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط والے نبی کا مدینہ (بقول آپکے بڑا شہر) اس آیۃ میں قریہ کے ماتحت شامل نہیں؟ پھر قریہ کا لفظ گاؤں کے لئے کیونکر خاص ہوا۔

(ز) فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس۔ ان قریوں میں سے یونس کا قریہ آپکو معلوم ہے کتنا تھا۔ ایک لاکھ نفوس کی گنتی اس قوم میں تھی۔ جب اس آبادی والے شہر کو قریہ کہا گیا۔ تو پھر کہاں یہ لفظ چھوٹی بستی کے لئے مخصوص رہا۔

(ح) واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا۔ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا کہ جس شہر میں ہم گئے تھے۔ اور جس قافلے کے ساتھ ہم آئے ان سے پوچھ لو کہ ہم سچے ہیں۔ یہاں قریۃ وہی جگہ ہے۔ جس کے لئے دوسری جگہ مدینہ اور مصر دونوں کہے گئے۔ دیکھو وقال نسوۃ فی المدینۃ امراءۃ العزیز تراود فتاھا عن نفسہ۔ اور دوسری جگہ و قال ادخلوا مصر ان شاء اللہ اٰمنین۔

(ط) وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا۔ لیجئے اس میں تو لندن اور پیرس جیسے عظیم الشان شہر بھی داخل ہو گئے۔

(ی) وکاین من قریۃ اھلکناھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علٰی عروشہا وبئر معطلۃ وقصر مشید۔ یعنے قریہ ایسے شہر بھی کہلاتے ہیں جن میں کنوین اور بڑے بڑے اونچے محلات ہوں کیا قصبوں اور گاؤں کو یہ بات حاصل ہے۔

(ک) ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلہا اذلۃ۔ یہاں قریۃ ایک ملک کا دارالخلافہ ہے یعنے اس ملک کا سب سے بڑا اور پُر رونق شہر۔ جیسے لاہور پنجاب میں۔ بلکہ تمام آیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور زیادہ قریہ کہلانے کا مستحق ہے۔ اب یقیناً اور صریحاً ان آیات سے ثابت ہوا کہ:۔

(۱) قریہ چھوٹے گاؤں کو ہی نہیں کہتے بلکہ بڑے بڑے عظیم الشان شہروں اور دارالخلافوں کو بھی قرآن مجید میں قریہ کہا گیا ہے۔ اور قادیان کی نسبت لاہور زیادہ قریہ کہلانے کا مستحق ہے۔

(۲) جن جگہوں کو قریہ کہا گیا ہے۔ انہی کو قرآن شریف میں مدینہ بھی کہا گیا ہے۔ مثلاً مصر کو اور اس بستی کو جہاں موسیٰ اور خضر نے دیوار بنائی تھی۔ پھر قادیان اگر قریہ ہے تو مدینہ کیونکر نہیں ہو سکتا۔ اور دونو لفظ کیونکر اسپر صادق نہیں آسکتے۔

(۳) خود حضرت صاحب کے ایک الہام میں ان کے شہر قادیان کا نام مدینہ موجود ہے۔ وقالوا انّٰی لک ھذا ان ھذا المکر مکرتموہ فی المدینۃ یعنے معترض کہتے ہیں کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہو گیا یہ تو ایک مکر ہے۔ جو تم لوگوں نے ملکر مدینہ میں بنا لیا ہے یہ مخالفین کا ایک اعتراض ہے اور اسی طرح کی آیت قرآن شریف میں فرعون کی زبانی بھی درج ہے مخالف مولوی ہمیشہ یہ اعتراض کرتے تھے کہ حضرت صاحب کو عربی نہیں آتی کچھ مولویوں سے اندر ہی اندر ملکر لکھوا لیتے ہیں اور ایسے ہی ایک شخص نے کہا تھا کہ انکے ہاں کوئی انگریز چھپا ہوا ہے جو انگریزی مضامین لکھتا ہے یہاں صریحاً مدینہ قادیان کو مُراد لیا۔

(۴) اپنے الہام "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" کی توجیہہ کو جو حضرت صاحب نے فرمائی۔ اجتہادی توجیہہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ غلط بھی ہو سکتی ہے مگر کیا آپکو معلوم نہیں کہ غلط اجتہاد پر کبھی خدا اپنے ملہم اور مرسل کو مرتے وقت تک قائم نہیں رکھتا یہی عقیدہ حضرت صاحب کا رہا اور کئی کتابوں میں اسے صریحاً لکھا۔ اب آپکے کہنے سے ہم کس طرح مان لیں کہ حضور علیہ السلام اسی غلط اجتہاد پر فوت ہو گئے اور آج آپکو انکی غلطی کی اصلاح کی توفیق ملی شاید آپ الہاماً حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی نکالتے تو بھی لائق سماعت عذر تھا مگر اب تو یہ بات سخت بے ادبی اور گستاخی میں داخل ہے کیونکہ آپکی رائے کی فضیلت حضرت صاحب کی تحریری حتو پر مان لیں۔

(۵) چونکہ آپ نے لکھا ہے کہ مہدی نبی کریمؐ کا بروز ہے اس لئے اسکے دارالہجرت کا نام بھی مدینہ رکھا گیا۔ مگر کیا آپکو معلوم ہے کہ مسیح و مہدی نبی کریمؐ کی ہی اپنی قبر میں دفن ہوگا۔ اور وہ قبر مدینہ میں ہے اور چونکہ حضرت صاحب کی قبر قادیان میں ہے اس لئے یہ جگہ بھی مدینہ کہلا سکتی ہے۔

(۶) آپ نے لکھا ہے کہ "اہل بیت کا وجود جیسے کہ پہلے قوم کیلئے موجب ابتلا اور تفرقہ اہل اسلام ہوا۔ ایسا ہی اب بھی ہوا" یہ کمال بے ادبی ہے۔ خدا تو کہتا ہے یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ توبہ کرو جن کو خدا مطہر فرماوے آپ اس کے مقابل پر انکو موجب ابتلاء اور تفرقہ کہیں اور حضرت صاحب جن کے لئے یوں فرماویں:۔ افاضۃ انوار الٰہی میں محبت

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۲ پر دیکھیں)

پارہ ۲۹ - سورۃ الحاقۃ - رکوع اوّل

مورخہ ۳ - مئی ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝

اللہ تعالیٰ ایک گھڑی کی خبر دیتا ہے کہ ایک ایسی گھڑی آنیوالی ہے جس کی حقیقت سے تم ناواقف ہو۔ وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ کوئی دنیاوی روک۔ کوئی طاقت اس کو رد نہیں سکیگی۔ کیوں! اس لئے کہ منشاء الٰہی یہی ہے جو کہ پورا ہو کر رہے گا۔ چونکہ وہ گھڑی ضرور ہو کر رہے گی۔ اسلئے اس کا نام الحاقہ ہے۔ الحاقہ اپنے کام اور مقصد میں کامل کو کہتے ہیں ۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝

تم لوگوں نے اس گھڑی کا انکار نہ کرنا۔ کیونکہ کسی خطرہ سے انکار کرنیوالا آدمی سست ہو جاتا ہے اور اس سے بچنے کے لئے طیاری نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص کو بتایا جاوے کہ جس راستے پر تم جارہے ہو۔ اس میں شیر ہے تو پھر اگر وہ پرواہ نہ کرے تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ پہلی قوموں میں سے ثمود اور عاد نے قارعہ سے انکار کیا۔ قرع زور سے مارنے کو کہتے ہیں یعنے ان سے بہت سخت حرب شدید کا وعدہ کیا۔ جس کا انھوں نے انکار کیا تھا ۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝

پھر نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود کی قوم کے لوگ طاغیہ سے ہلاک ہو گئے ۔

طاغیہ کے کئی معنے ہیں (۱) انمیں ایک شریر جماعت تھی جو کہ حد سے بڑھنے والی تھی (۲) ایسا عذاب جو حد سے نکل جائے۔ مثلاً کسی شخص کو تپ ہو۔ اگر وہ حد سے نہ نکلے۔ تو آدمی بچ جائے گا۔ لیکن جب بیماری حد سے گذر جائے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہی ہوتی ہے۔ بعض عذاب ایسے ہوتے ہیں جو کہ قطعی ہلاکت کا باعث نہیں ہوتے لیکن قوم ثمود پر ایسا عذاب آیا جو کہ حد سے گذر گیا تھا یعنے اس سے وہ بالکل ہلاک ہو گئے ۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

اور جو قوم عاد تھی۔ اس نے بھی چونکہ اس گھڑی کا انکار کیا تھا۔ اسلئے ہلاک کر دی گئی تند اور حد سے بڑھی ہوئی ٹھنڈی ہوا کو خدا نے اسکے اوپر مقرر فرمایا۔ سات رات اور آٹھ دن جو کہ ہر ایک چیز کو کاٹتی جاتی تھی پس تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کے تمام مکان گر گئے۔ اور وہ ہلاک کر دئے گئے۔ گویا وہ ایسے تھے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے۔ یعنی بظاہر ان کی طاقت معلوم ہوتی تھی کہ ایک نبی کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو ایسے ہو گئے۔ کہ گویا ایک مضبوط تنے کو اندر سے گھن کھا گیا ہے۔ بعض بڑے بڑے شہتیر بظاہر مضبوط معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے گھن لگنے کی وجہ سے ایسے کمزور ہو جاتے ہیں کہ ذرا سا بوجھ پڑنے سے گر پڑتے ہیں یہی حال کفار کا ہوتا ہے ۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝

کیا ان کا کوئی نشان باقی ہے۔ ہرگز نہیں وہ تو بالکل نیست و نابود ہو گئے ۔

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝

فرعون نے اور اس سے پہلی قوموں نے اور ان بستیوں نے جو الٹا دی گئیں۔ خطاکاری کی اور قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا ہو گئے ۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝

اور انھوں نے اپنے رب کے رسول کا انکار کیا۔ بس انکو پکڑ لیا عذاب نے جو کہ کمال کو پہنچا ہوا تھا

رابیۃ - بلند ہونے والا - بڑھنے والا - وہ عذاب جو کہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے ۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝

نوح کے زمانہ میں جب اس کا انکار کیا گیا تھا تو طوفان آیا تھا۔ اور تم کو ہم نے کشتی پر چڑھا لیا تھا تاکہ ان امور کو پچھلوں کے لئے یادگار بنائیں۔ اور ان کو یاد رکھیں یاد رکھنے والے کان یہ پچھلی قوموں کی مثالیں ہیں۔ ان سے ایک گھڑی کا وعدہ تھا کہ ضرور ہوگی اور ہرگز نہیں ٹلے گی۔ عذاب کئی قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایسا عذاب ہوتا ہے کہ انسان مومن ہو جائے تو ٹل جاتا ہے جیسے آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی تھی کہ اگر رجوع کر لیگا تو بچ جائیگا (۲) ایسا عذاب ہوتا ہے۔ جس میں توبہ کی شرط نہیں ہوتی اور جس کے متعلق عذاب کی خبر دی جاتی ہے وہ توبہ کر ہی نہیں سکتا ۔

اسجگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم توبہ کر لوگے تو بچ جاؤگے ورنہ جس طرح ثمود اور عاد کی قوموں نے جھٹلایا تھا۔ اور توبہ نہیں کی تھی اس لئے عذاب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی طرح تم سے بھی ہو گا ۔

یہ معنے تو اس رنگ میں ہوئے۔ کہ اگر اس آیت کو دنیا پر چسپان کریں اور اگر قیامت کی طرف لے جاویں تو یہ مطلب ہے کہ پہلی قوموں نے قیامت کا انکار کیا تھا۔ اس لئے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے انکو قیامت کر کے دکھلا دی کہ ہم جبکہ اس دنیا میں عذاب دے سکتے ہیں تو کیا قیامت میں نہیں دے سکیں گے۔ تم قیامت کا انکار نہ کرنا ورنہ تم سے بھی ایسا ہی ہو گا جو ان پہلوں سے ہوا ۔

وَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ

جب بگل بجایا جاویگا - ایک ہی دفعہ بجانا اور زمین اور پہاڑ اکھاڑ کر پھینک دیئے جاوینگے اور ہلائے جائینگے ایک ہی دفعہ ہلایا جانا - پس اس دن وہ گھڑی جس نے ضرور ہی ہونا ہے ہو پڑے گی ٭

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ

اور آسمان پھٹ جائیگا - اور اس دن بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا ٭

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ ۔ کے معنے بارش اور زلازل کے بھی ہیں - یعنی بہت بارشیں اور زلزلے آئینگے ٭

واھیہ ۔ کے معنے پھٹنا ۔ سست کمزور اور ضعیف کے بھی ہیں ٭

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ

فرشتے آسمان کے کناروں پر ہونگے - اور اس دن تیرے رب کا عرش آٹھ اٹھانے والوں نے اٹھایا ہوگا ٭

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں مفصل بیان فرمایا ہے اس کے علاوہ زبانی بھی بہت دفعہ اس امر پر روشنی ڈالی ہے - کہ اللہ تعالےٰ کی حقیقی صفات چار ہی ہیں - اور باقی سب صفتیں ان کے ماتحت ہیں - چنانچہ سورہ فاتحہ جو کہ تمام قرآن شریف کا متن ہے - اور تمام شریف اس کی تفسیر ہے اس میں چار ہی صفات کا ذکر ہے - یہ سورۃ ایک ایسی سورۃ ہے کہ کوئی بات قرآن شریف میں ایسی نہیں جو اس میں خلاصہ کرکے نہ رکھ دیگئی ہو - حضرت مسیح موعود نے سورہ فاتحہ کی بڑی بڑی تفسیریں تحریر فرمائی ہیں - کوئی مضمون نہیں جو آپ نے اس سے ثابت نہیں کیا - حتےٰ کہ اپنی بعثت کو بھی اسی میں سے ثابت کیا ہے - میں نے بھی جب کبھی اس پر غور کیا ہے - مجھے خدا تعالیٰ نے نئے معنی ہی سمجھائے ہیں - ایک دفعہ رویاء میں ایک فرشتہ نے مجھے اس کی تفسیر پڑھائی ہے اس کے بعد جہاں کہیں مجھے بولنا پڑا ہے خدا تعالیٰ نے نئے معنے ہی مجھے سمجھائے ہیں - ایک واقعہ لطیفہ کے طور پر یاد ہے چھ سال کی بات ہے کہ میں امرتسر ٹورنمنٹ پر گیا - وہاں ہمارے لڑکے جیت گئے - میں راستے میں مکان کو آتا ہوا ذکر کرتا آتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ہر دفعہ سورہ فاتحہ کے نئے معنے سمجھاتا ہے - جب ہم گھر پہنچے - تو ماسٹر عبد الرحیم صاحب جو کہ ہمارے ساتھ تھے کہنے لگے کہ کچھ غیر احمدی اس خوشی میں کہ ہمارے سکول نے سکھوں پر فتح پائی ہے ہمارے ساتھ آگئے ہیں ان کو کچھ سنانا چاہیئے - اور مجھے کہا کہ سناؤ - میں نے چاہا کہ کوئی آیت پڑھ کر کچھ وعظ کروں - لیکن اس وقت کوئی آیت مونھ پر نہ آئی - آخر میں نے سورہ فاتحہ ہی پڑھی - اور میں ڈرا کہ آج ہی میں نے ایک دعوےٰ کیا تھا - شاید اب اس کی سزا ملنے لگی ہے - اسلئے خداوند تعالیٰ سے دعا کی - تو خدا تعالیٰ نے مجھے عجیب معنے سمجھائے - میں نے کہا کہ سورہ فاتحہ ابتداء میں مکہ میں نازل ہوئی ہے - لیکن مکہ میں مسلمانوں کا مقابلہ یہود اور نصاریٰ سے نہ تھا - بلکہ کفار اور مشرکین سے تھا - اسلئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم کی دعا کی بجائے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین چاہیئے تھا کیونکہ عیسائیوں سے تو دس سال بعد جا کر لڑائی جھگڑے شروع ہوئے - اور اگر یوں نہ ہوتا تو کم سے کم یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشرکین مکہ کا بھی ذکر ہوتا - لیکن ان کا ذکر بالکل ہی چھوڑ دیا گیا ہے - جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دعا بطور ایک پیشگوئی کے تھی کہ مکہ کے مشرکین میں سے تو کوئی رہے گا نہیں بلکہ یہ تو تباہ ہو جائینگے - لیکن یہودی اور عیسائی قیامت تک رہیں گے اور وہی مسلمانوں کا مقابلہ کرینگے - اس لئے ان کے شر سے بچنے کے لئے اس دعا میں ان کا ہی ذکر فرمایا ہے ٭

اس سورہ میں خدا کی چار صفات کا ذکر ہے (۱) رب العالمین (۲) الرحمٰن (۳) الرحیم (۴) مٰلک یوم الدین - اور یہی صفات تمام صفتوں کا نچوڑ ہیں - کتنے ہی خدا کے اسماء ہیں - لیکن کسی نہ کسی رنگ میں انہی کے ماتحت ہیں تو یہ چار صفات دنیا میں اللہ تعالےٰ کا جاہ و جلال اور عظمت ظاہر کرنے والی ہیں - اسی لئے ان سے پہلے الحمد للہ رکھی - انہی کا مجموعہ خدا کا عرش ہے - اور ایک ایک صفت عرش کا ایک ایک پایہ ہے یہ کبھی دگنی ہو جاتی ہے - یوں تو خدا ہمیشہ ہی رب العالمین ہے ہمیشہ ہی رحمٰن ہے - ہمیشہ ہی رحیم ہے - اور ہمیشہ ہی مٰلک یوم الدین ہے مگر دو زمانوں میں یہ صفات بہت بڑھ جاتی ہیں وہ دو زمانے یہ ہیں (۱) نبی کا زمانہ وہ بھی قیامت کا زمانہ ہوتا ہے - کیونکہ بڑے چھوٹے اور چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں - بڑے بڑے عذاب آتے ہیں - قومیں تباہ کی جاتی ہیں - اور سعید لوگوں پر بڑے بڑے انعام ہوتے ہیں اور خدا سامنے نظر آجاتا ہے (۲) وہ زمانہ جب کہ حشر ہوگا - یعنے مرنے کے بعد کا زمانہ ٭

یہ صفات نبی کے زمانہ میں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ دوگنی ہو جاتی ہیں - ہمارے نبی کریم کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ساری صفتیں دوچند ہو گئی تھیں - اسی طرح بعد موت حشر اجساد کے وقت بھی ان دونوں صفات کا ظہور نہایت کمال اور زیادتی کے ساتھ ہوگا

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ

اس دن سب لوگ روبرو لائے جائینگے - اور کوئی چھپی نہ رہے گی چھپنے والی بات - خواہ کوئی بات کیسی ہی چھپی ہوئی کیوں نہ ہو اللہ سے مخفی نہیں رہے گی ٭

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ

پس جس کے داہنے ہاتھ میں اس کی کتاب دیجائیگی وہ لوگوں کو کہے گا - کہ آؤ لو یہ میری کتاب پڑھو جو لڑکا امتحان میں پاس ہو جاتا ہے وہ اپنا سرٹیفکیٹ دوسروں کو دکھاتا پھرتا ہے - لیکن جو فیل ہوتا ہے وہ اس بات کو چھپاتا پھرتا ہے - یہ اپنی کتاب اسلئے دوسروں کو نہیں پڑھائیں گے کہ خود پڑھ نہ سکیں گے - بلکہ فخریہ کہیں گے - کہ لو تو ذرا پڑھنا اس میں کیا لکھا ہے - یہ بات ان کی خوشی کے اظہار کے لئے بیان کیگئی ہے ٭

اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ

مجھے تو خوب یقین تھا - کہ ایک دن حساب ہونے والا ہے - جو لڑکا امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے - وہ کہتا ہے - بھلا میں امتحان کی تیاری میں سستی کر سکتا تھا - مجھے تو خوب یقین تھا کہ اگر سستی کروں گا - تو فیل ہو جاؤنگا - اسی لئے میں نے سستی نہیں کی تھی کسی کامیابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۴)

خطبۂ جمعہ

جو امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۲ جون ۱۹۱۴ء کو دیا

آپ نے سورہ بقرہ کے چھٹے رکوع کی آخری تین آیتیں پڑھ کر فرمایا

انسان کی طبیعت پر گرد و نواح کا اثر

انسان کی طبیعت پر گرد و نواح کا اثر بہت پڑتا ہے جس قسم کے لوگوں میں وہ رہے انہی کے خیالات۔ عادات و اطوار کو وہ اختیار کر لیتا ہے اور جو اس کے سامنے رہے اُس کا وہ عادی ہو جاتا ہے ⁂

جس چیز سے نا مانوس ہو ابتداءً اُس کا مقابلہ کرتا ہے

اور جن اشیاء کا وہ عادی نہ ہو اور جو چیز کبھی اس کے سامنے نہ آئی ہو۔ اس کا وہ شروع میں ضرور مقابلہ کرتا ہے۔ اور وہ چیز خواہ کیسی عمدہ ہو اس سے وہ کتراتا ہے اور ایسی چیز کو کرنا اسے دو بھر معلوم ہوتا ہے محکوم لوگوں میں ایک مدت کے بعد حکومت کی طاقت جاتی رہتی ہے اور وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حکومت کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے لوگوں کے سپرد اگر حکومت ہو جاوے تو وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ مبادا ہم سے غلطی ہو جاوے۔ بعض جگہ اگر کسی ظالم کے مقابلہ کے لئے مظلوم لوگوں کو ابھارنے کی کوشش کیجاوے تو وہ بالکل نہیں اُبھر سکتے۔ سکھوں کے زمانے میں مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا گیا تھا۔ اب بعض جگہوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ حاکم بھی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ اذان دو تو وہ چونکہ ڈرے ہوئے ہیں اس لئے اذان نہیں دیتے ایسے لوگوں کے ایک مدت کے بعد حکومت کے قویٰ بالکل باطل ہو جاتے ہیں ⁂

اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا کہ وہ یروشلم کو جاویں تا شام کا ملک انکے ہاتھ پر فتح ہو اور انکو حکومت ملے وہ چار سو سال یا اڑھائی سو سال فرعون کے ماتحت رہ کر طرح طرح کے ظلم سہنے کے عادی بن چکے تھے اور انہیں حکومت کے قوےٰ بالکل نہیں رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکو ایک مدت باہر جنگل میں رکھا جہاں کہ وہ آزاد ہیں کسی کے ماتحت نہ ہوں اور ان کے لئے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ انھیں بالکل محنت نہ کرنی پڑے۔ تا ان کے دلوں سے محکومیت کا خیال نکل جاوے۔ اور محنت نہ کرنے سے انکے قویٰ حکومت کے لئے مضبوط ہو جاویں ⁂

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو فرعون نے بنی اسرائیل پر اور زیادہ محنتیں اور مشقتیں ڈالدیں کہ بیکار رہنے سے ان کے خیالات ایسے ہو گئے ہیں اور یہ سلطنت لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعونیوں سے نجات دلوا کر آزاد کیا۔ اور انپر بادشین اُتارین اور بادلوں کے سائے بھیجے۔ غمام۔ میرے خیال میں اس کے معنے بارش کے ہی ہیں کیونکہ اگر ہر وقت بادل ہی بادل رہیں تب تو لوگ تباہ ہو جاویں اس سے مراد بارش ہی ہے کیونکہ آگے اس کے کھانے کا ذکر ہے اور وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کثرت سے جانور پیدا کر دیئے تھے من۔ بلا محنت کے جو چیز مل جاوے۔ مختلف قسم کے پھل۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھمبیاں بھی منّ ہیں کیونکہ یہ جنگل میں بکثرت پیدا ہو جاتی ہیں۔ قحط کے دنوں میں اکثر ایسی چیزیں بافراط پیدا ہوتی ہیں۔

سلویٰ۔ بیٹر اور تیتر یا ان کی قسم کا دوسرا کوئی جانور جس سال زلزلہ آیا اور حضرت صاحب اُن دنوں شہر سے باہر تشریف لیگئے تھے۔ اُن دنوں میں تلیر بہت کثرت سے پیدا ہو گئے تھے بعد میں اتنے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے ⁂

اللہ تعالیٰ اب اہل کتاب کو اپنا احسان بتلاتا ہے کہ دیکھو ہم نے تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوا تھا کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے لئے آسمان سے دسترخوان آتا تھا وہ دسترخوان کس طرح اُترتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں اور اپنا جان و مال سب خدا کا کر دیتے ہیں۔ آسمان انکے لئے برستا ہے اور زمین انکے لئے مختلف قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں پیدا کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے سہولت کے سامان انکے لئے پیدا کر دیتا ہے ⁂

حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ایک مرتبہ امرتسر سے آرہے تھے بٹالے کو۔ راستہ میں دھوپ کی سخت تکلیف تھی۔ یکہ میں بیٹھنے لگے (ریل نہیں تھی) تو ایک اور آدمی جو ہندو تھا وہ کود کر پہلے اندر جا بیٹھا اور اپنے موٹاپے سے تمام یکہ کو اندر سے روک لیا۔ اب حضرت صاحب کو دھوپ میں بیٹھنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک بادل بھیجدیا جو امرتسر سے لیکر بٹالہ تک برابر آپکے سر پر سایہ کرتا آیا۔ تو ہر ایک شخص جو خدا کے لئے اپنی رضاء کو چھوڑ دے اور اللہ کی رضا کو مقدم رکھے خدا اس کے لئے سب سامان کر دیتا ہے ⁂

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کے ہو جاویں تو یہ زمین ان کی خادم۔ آسمان ان کا خادم بن جاوے۔ اور ان کے لئے اللہ تعالےٰ رحمت کے سامان پیدا کر دے۔ ان بنی اسرائیل نے مصر کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑا۔ انہیں جنگل میں طرح طرح کی نعمتیں مل گئیں جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاوے۔ اگرچہ تمام دنیا کی تمام دنیا کے بادشاہ اور ہر ایک فرد ان کا مخالف ہو جاوے اور ان کے مقابلہ کے لئے نکلے تو بھی وہ اُسے ضرر نہ دے سکیں گے۔ کوئی طاقتور سے طاقتور دشمن بھی کیوں نہ ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ اُسے ایک پل میں تباہ کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرو۔ دُعاؤں میں لگے رہو۔ غفلتوں اور سُستیوں کو ترک کر دو۔ پس پھر خدا تعالےٰ تمہارا ہو گا۔ تم اس کے ہو جاؤ۔ ع

جو کوئی اُسدا ہو رہے سب جگ اُسدا ہو

مسیح نے کہا ہے پہاڑ تمہارے اشارے سے چلنے لگیں اور پانیوں پر تمہاری حکومت ہو اس کا مطلب یہی ہے کہ پہاڑوں جیسے بڑے لوگ تمہارے کہے پر چلیں اور پانی جیسی خطرناک چیز جس میں انسان غرق ہو جاوے وہ تمہارے قابو میں آجاوے مگر شرط یہی ہے کہ خلوص ہو ⁂

قوم موسیٰ نے [illegible] تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کو مانا اور اس کے ساتھ جنگل کو چلے گئے۔ انکے اس خلوص کیوجہ سے ان کو جنگل میں بھی نعمتیں ملیں۔ تو اس شہر میں جہاں کہ اس کے فضل کے بڑے بڑے وعدے ہیں یہاں ذرا سی تبدیلی کی ضرورت ہے ⁂

وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون - ہمنے انکو نعمتیں دیئے اور انپر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ بُرے اعمال کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ سو اگر تمہیں کوئی دُکھ پہنچے تو وہ تمہارے ہی اپنے کئے کا پھل ہے

ہر ایک دُکھ اپنے کئے کا پھل ہے،

خدا ظالم نہیں وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو ⁂

اللہ سے مانگنے والا کا کام نہیں ہوتا کوئی سائل اگر کسی امیر سے کچھ مانگے تو وہ امیر اسے دیدیتا ہے۔ خواہ وہ کسی وجہ سے دے مگر اللہ تعالیٰ تو بلند شان والا ہے تم اس کے دروازے پر گر جاؤ وہ تمہیں دیگا۔ تم اس کے سامنے عاجزی کروگے تو رد نہ کئے جاؤگے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تڑپ ہو اور سچی تڑپ کسی کام کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور ضرور کام کر دیتا ہے بلکہ بعض بعض باتیں سورج ابھی غروب نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے پہلے ہی ہو جاتی ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ فلاں بزرگ کے لئے سورج کو روک دیا گیا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کام وہ کرنا چاہتے تھے وہ خواہ کتنے ... دنوں میں ہونے والا ہو یا جو کام دس سال میں جا کر ہونا تھا۔ جو کام کو دوسرے لوگ ہزاروں ہزار سال میں کر سکتے تھے وہ ان کے لئے سورج کے غروب ہونے سے پہلے کر دیا گیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام ایک ایک گھنٹہ میں کیا۔ دنیا کے لوگ اُسے لاکھوں لاکھ سال میں نہیں کر سکتے۔ ٹمپرنس سوسائٹیاں سالہا سال سے اس کوشش میں ہیں کہ شراب رُک جاوے مگر وہ تو بڑھ رہا ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حکم دیا اور تمام عرب میں اسی دن شراب گرا دیا گیا۔ اور پھر کبھی وہاں شراب کا استعمال نہ ہوا پس تم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم کرو اور تقوےٰ اختیار کرو۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ سستی غفلت چھوڑ دو ؛

دعا اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل کرے ... اس کا ہمارے ساتھ تعلق ہو اور محبت ہو۔ جس رستے پر حضرت مسیح موعود ہمیں چلانا چاہتے تھے۔ اسی پر ہم چلیں۔ ہمارا کھانا پینا پہننا سب اسی کے لئے ہو اور اس کی رضامندی کے ماتحت ہو۔ اور ہمارا کوئی کام اس کے حکم کے خلاف نہ ہو ؛

ہم راستی پر ہیں

الفضل میں جو نوٹ ماسٹر صدرالدین صاحب کے چارج نہ دینے کے متعلق نکلا تھا اس کا صرف یہ مطلب تھا کہ جس طرح دنیا میں قاعدہ ہے کہ ایک آدمی جب جاتا ہے تو اپنے قائم مقام کو سب باتیں سمجھا کر جاتا ہے۔ اس طرح ماسٹر صدرالدین صاحب کو بھی چاہئیے تھا یہی دنیا کا قاعدہ ہے۔ افسوس ہے ڈاکٹر محمد حسین صاحب کو باوجود سرکاری ملازم ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کئی دفعہ تبدیل ہونے کے یہ امر بھول گیا ہے کہ چارج بھی دنیا میں کوئی چیز ہے۔ اگر ان کو یہ بات عرصہ سے لاہور رہنے کی وجہ سے بھول گئی ہے تو کم از کم مولوی محمد علی صاحب سے ہی پوچھ لیتے۔ اگر یہ نوٹ ان کے ایماء سے نہ لکھا گیا ہو کیا آپکا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کی مرضی ہو چلا جاؤ اور کوئی اس سے پوچھے تک نہیں۔ افسوس ہے کہ اگر ایسا معاملہ کسی گورنمنٹ آفس میں ہوتا یا کیا جاتا تو پھر جناب ایڈیٹر پیغام کو پتہ چل جاتا کہ چارج نہ دینے کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ چارج دینا اس لئے بھی ضروری تھا کہ بہت سا اسباب مدرسہ کا ماسٹر صدرالدین صاحب اپنے گھر میں اپنے ذاتی استعمال کے لئے رکھا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی چیزیں کم ہو جاویں ... کم ہیں اور وہ ماسٹر صاحب کے ذاتی استعمال میں تھیں۔ ضرورت ہوئی تو ان کی تفصیل بھی دی جاوے گی پھر کئی ایک کاغذات بڑے ضروری ہیں جو باوجود مانگنے کے تحریری اور زبانی ماسٹر صاحب موصوف نہیں دے گئے اور ان کے نہ ہونے کی وجہ سے رجسٹرات نامکمل ہیں اور قابل اعتراض ہیں۔ پھر پیغام لکھتا ہے کہ پہلے بھی تو بقائے ہوا کرتے تھے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ بقائے نہیں ہوا کرتے لیکن ایسے بقائے پہلے کبھی نہ ہونگے کہ ایک لڑکے کا سرٹیفکیٹ بھی لیجاوے اور اس کے نام بقایا بھی باقی ہو یہی تو امر تعجب انگیز ہے۔ سرٹیفکیٹ میں لکھا ہوتا ہے کہ اس نے تمام بقائے ادا کر دئے ہیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ بقایا اسی طرح اس کے نام موجود ہے۔ ایک لاچاری معاملہ ہے کہ ایک لڑکا چلا گیا ہے۔ اور اس کے نام بقایا ہے لیکن یہ تو انجمن اور قوم کا روپیہ برباد کرنا ہے کہ ایک لڑکا آتا ہے۔ اور اس کے نام بقایا ہے پھر اس کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ اور بقایا بالکل وصول نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثال ایک نہیں دو نہیں تین نہیں۔ بیسیوں ہیں پھر ایک روپیہ کا نقصان ہو دو کا ہو تو کوئی بات نہیں لیکن جب ایسے نقصان کی مقدار سینکڑوں تک پہنچتی ہے تو پھر تو قوم کا حق ہے کہ توجہ کرے کہ اس کا روپیہ کیوں اس بے جگری سے تباہ کر دیا گیا۔ ہم کب کہتے ہیں کہ رول نمبر نہ دو بے شک نہ دو۔ لیکن بتائیے کہ اگر بقایا اس کے نام ہے اور آپنے رول نمبر دیدیا تو آپ کس طرح وصول کر سکتے ہیں۔ ہمدردی تو بے شک آپنے کی۔ لیکن اس ہمدردی کا اثر قوم کے روپیہ کا خون کر کے کتنے ایسے بقائے ماسٹر صدرالدین کے وقت کے ہیں جواب ناقابل وصول ہو گئے ہیں۔ کیا ایسے حالات میں ان کا فرض نہیں کہ وہ چارج دے کر جائے پھر یہ بھی عجیب معاملہ ہے کہ ۲۹- اپریل کو استعفاء دیں اور ۳۰ر کو چلدیں بغیر منظوری اور بغیر اطلاع۔ بیشک حملے تو کمینے ہیں اور کینہ سے بھرے ہوئے ہیں لیکن اس کا جواب ماسٹر صدرالدین صاحب دے سکے اور نہ اب پیام دے سکتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ ماسٹر صاحب ۳۰ر کو ہی اوپر اوپر سے بغیر اطلاع افسر خزانہ روپیہ لیکر چل دیئے اور اپنے قائم مقام کو اطلاع تک نہ دی کہ کام سنبھال لینا ضرورت پڑی تو معاملات کو کھول دیا جائیگا ؛

حضرت مسیح موعودؑ کی رشتہ داری بھی جرم ہے

سید محمد حسین شاہ صاحب نہایت غضبناک ہو کر ارشاد فرماتے ہیں کہ انجمن میں صاحبزادہ صاحب کے رشتہ دار ہی رشتہ دار بھرے پڑے ہیں حالانکہ انمیں سے اکثر ممبر وہ ہیں جو مسیح موعود نے خود نامزد و انتخاب فرمائے۔ اس لحاظ سے شاہ صاحب کا یہ اعتراض اپنے مرشد و مطاع پر ہے ورنہ بتاؤ کہ نواب محمد علی خان صاحب۔ خلیفہ رشیدالدین صاحب۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب کو کس نے ممبر مقرر کیا اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کس کے قائم مقام اور کس کے حکم سے بنائے گئے پھر مولوی غلام حسن صاحب بھی ایک نسبت رشتہ داری کی رکھتے ہیں ان کا نام کیوں نہیں لکھا۔ میر محمد اسحٰق صاحب کا نام تو لے لیا مگر چوہدری نصر اللہ خان صاحب کا نام کیوں نہیں لیا ان جدید منتخب شدہ ممبروں پر اگر اعتراض ہے تو ساتھ ہی یہ بھی بتانا تھا کہ انجمن کے کن قواعد کی خلاف ورزی کر کے ان کا انتخاب ہوا۔ ذرا سنبھل کر جواب دینا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب کی قرابت ثابت کرنے میں آپ کو کسقدر مشکل پیش آئی کہ لکھنا پڑا "نئی بیوی کے بھائی کا خسر" (خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین رض کی اولاد کی خوب تعظیم کرتے ہو) شاہ صاحب غصہ کم کر دو اتنا بھی آدمی کیوں جھلا جائے کہ کوئی معقول بات پیش نہ کر سکے۔ اگر رشتہ داری جرم ہے تو پھر ایک آریہ یا عیسائی کہہ سکیگا کہ رسول کریم کے پہلے دو خلیفے آپکے خسر تھے - دوسرے دو داماد - پانچویں نواسے سب رشتہ دار ہی رشتہ دار ؛